سے تنگ آچکے ہیں۔ آنے والے انتخابات میں عوام وزیر اعظم کے اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے یقیناً دوبارہ کانگریس کو موقع دیں گے تاکہ وہ اپنے ادھورے کاموں کو جو عوام الناس کی فلاح و بہتری کے لئے ہیں، ان کو پورا کر سکیں۔ اور ملک سے بھرشٹاچار کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا جا سکے۔

ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں جہاں آبادی بڑھ رہی ہے وہاں اسی کے ساتھ گندگی بھی اور غنڈہ گردی بھی دونوں ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ موٹروں کی بھر مار سے دھواں اس قدر بڑھتا جا رہا ہے کہ لوگوں کا سانس لینا بھی دوبھر ہو گیا ہے جگہ جگہ کوڑے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ جس سے شہروں میں مچھر اور کیڑے مکوڑے شہریوں کی زندگی میں زہر گھول رہے ہیں۔ ارباب حل وعقد کی توجہ اس طرف جب بھی جاتی ہے تو کچھ مخصوص علاقوں میں صفائی کی مہم شروع کر دی جاتی ہے۔ لیکن جب ارباب حل وعقد کی توجہ ختم ہو جاتی ہے تو صفائی کی مہم بھی اسی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شہروں میں ہر جگہ صفائی وستھرائی کا خاص خیال رکھا جائے جس سے بیماری وغیرہ کو دور بھگایا جا سکے۔ ملک کے عوام کی صحت و تندرستی ملک کی خوشحالی و ترقی کا باعث ہوگی اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اسی طرح شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے سرکار ہر شہری کے تحفظ کی ضامن ہے۔ زناکاری، اغوا اور قتل کی واردات سے روزانہ اخبارات کے صفحات بھرے نظر آتے ہیں۔ کسی بھی ملک میں اس قسم کی وارداتیں ملک کی ترقی و فلاح میں یقیناً روکاوٹ ہیں۔ غنڈہ گردی کا سدباب ہونا بہت ضروری ہے۔ اغوا اور قتل کی وارداتیں ختم ہونی چاہئیں یہ ہر شہری کا مطالبہ ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے لاء اینڈ آرڈر کی مشنری کو چست بلکہ فعال بنائے۔ اور سختی کے ساتھ غنڈہ گردی، زناکاری اور قتل و ڈکیتی کے خاتمہ کیلئے مناسب اور کارآمد تدابیر اختیار کرے۔

ہندوستانی عوام کا مسیحا، ملک کا سچا خیر خواہ خیر اندیش غریبوں و یتیموں کا ہمدرد، عالم انسانیت کا محبوب عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم اپنی خداداد قابلیت و خدمات کے طفیل علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر کے پُرعظمت منصب پر عوام کے ہر حلقہ کی چاہت و پسند سے منتخب ہو گئے۔ یہ دراصل ہندوستانی عوام کی تو کامیابی ہے ہی مگر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر کے عہدہ پر عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب کے منتخب ہونے سے عہدۂ چانسلر کی بھی عزت و توقیر میں اضافہ ہوا ہے۔ ہم دل کی گہرائیوں سے پوری ہندوستانی قوم کی ترجمانی کے فرائض انجام دیتے ہوئے مبارک باد پیش کرتے ہیں عالیجناب حکیم عبدالحمید صاحب مدظلہ العالی کو انہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے چانسلر کے عہدہ کو قبول فرمایا اور ان تمام حضرات کو جنہوں نے اس عہدہ کے لئے صحیح و قابل ہستی کا انتخاب فرمایا ــــ بانیٔ مسلم یونیورسٹی کی روح جنت میں آج خوشی و مسرت سے جھوم رہی ہوگی کہ بڑی مدت کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کو ان کے خوابوں کا صحیح و خیر اندیش رہبر و رہنما نصیب ہو گیا۔

عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب قبلہ کے لئے مندرجہ بالا سطریں لکھ کر دل و دماغ میں مسرت و خوشی کی کرنیں پیدا کر ہی رہے تھے کہ معاً یہ خبر دل و دماغ میں غم و افسوس کی بجلی بن کر کود گئی کہ عالی جناب حکیم عبدالحمید صاحب غسل خانہ میں پھسل کر گر گئے اور ان کی کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی جس کی وجہ سے انھیں فوراً ہمدرد نگر مجیدیہ اسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے اس نیک بندہ کو جس کا ہر لمحہ ہر پل اور ہر وقت کا ایک ایک منٹ بندگانِ خدا کے دکھ درد کو سننے اور ختم کرنے میں صرف ہوا ہو اور جس کا دن اور رات ملک و قوم کی فلاح و بہتری میں بیت رہا ہو۔ مکمل صحت یابی و تندرستی سے ہمکنار فرما، سلامتی و عمر دراز عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

قرآنِ حکیم میں ہندی الاصل الفاظ

ڈاکٹر مقصود احمد، شعبۂ عربی، بڑودہ یونیورسٹی، بڑودہ

عرب و ہند کے مابین یوں تو زمانۂ قدیم سے تعلقات چلے آرہے ہیں لیکن ۲۰۰۰ ق م یا پھر[1] بقولِ ڈاکٹر مقبول احمد تیسری صدی قبلِ مسیح سے[2] باقاعدہ تجارتی تعلقات کا پتہ چلتا ہے اور اس سلسلے میں تاریخی شہادتیں بھی ملتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ عہدِ عتیق[3] (Old testament) سے بھی اس کی تائید و توثیق ہوتی ہے۔ ان دیرینہ اور صدیوں سے چلے آرہے تجارتی تعلقات کے نتیجے میں مختلف النوع سامانِ تجارت کے تبادلے بھی عمل میں آئے۔ ہندوستان کے پھلوں اور خوشبوؤں سے عرب خاص طور متعارف ہوئے۔ ہندوستان کے بعض پھل اور خوشبوئیں عربوں کو اس درجہ پسند آئیں کہ ان کو معرب کر کے انہوں نے نہ صرف عام بول چال میں بلکہ اپنی کلاسیکی شاعری میں بھی بکثرت ان کا استعمال کیا۔ عربی شاعری اور عام بول چال میں استعمال ہونے والے بعض معرب الفاظ درج ذیل ہیں:

ہندی		عربی
ناریل		نارجیل
آم		اَنُبج
لیمو		لَیمون
چندن		صَندَل
موشہ	(मोच)	مَوز (کیلا)
مُشک	(मुष्क)	مِسک

کنک پھل — قَرَنْفُلْ (لونگ)
پپلی — فُلْفُل (سیاہ مرچ)

آخری تین الفاظ امرأ القیس کے معروف و مشہور قصیدے کے درج ذیل اشعار میں استعمال ہوئے ہیں:

إِذَا قَامَتَا تَضَوَّعَ الْمِسْكُ مِنْهُمَا
نَسِيمَ الصَّبَا جَاءَتْ بِرَيَّا الْقَرَنْفُلِ

تَرَى بَعَرَ الْآرَامِ فِي عَرَصَاتِهَا
وَقِيعَانِهَا كَأَنَّهُ حَبُّ فُلْفُلِ

علاوہ بریں، دیگر شعرائے عرب نے بھی ان الفاظ کا استعمال اپنے کلام میں کیا ہے۔

نزولِ قرآن کے وقت اہلِ عرب ایسے بہت سارے ہندی الاصل الفاظ سے مانوس و متعارف تھے اور وہ ان کی شاعری میں بہ کثرت مستعمل تھے۔ چنانچہ ان میں سے بعض ایسے الفاظ کا استعمال قرآن کریم میں بھی ہوا جن سے وہ بہت زیادہ مانوس تھے اور جو انہیں از حد مرغوب تھے۔ ایسے تین الفاظ کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

مِسْك: یہ لفظ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ یعنی سورۃ المطففین کی آیت نمبر ۲۶ میں جنت کی نعمتوں کے بیان کے سلسلے میں وارد ہوا ہے۔ آیت مذکورہ یوں ہے:

يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ۙ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ

(ان کو نفیس ترین سربند شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر لگی ہوگی۔ جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں)

اس لفظ کی اصل کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ الجوالیقی، الثعالبی، السیوطی وغیرہم اس کو فارسی الاصل قرار دیتے ہیں، بعض ماہر لسانیات کے نزدیک یہ لفظ عربی میں سریانی کے توسط سے داخل ہوا جس میں یہ پہلوی سے اخذ کیا گیا اور پہلوی میں یہ سنسکرت کے لفظ "مشک" سے آیا۔ VOLLERS کے مطابق یہ لفظ عربی میں MIDDLE PERSIAN سے براہ راست آیا ہے۔ اس لفظ کو سنسکرت

کے لفظ مُشک ([illegible]) سے مشتق ماننا ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔[5] جہاں تک اس کے عربی میں آنے کا سوال ہے تو اغلب ہے کہ اس میں یہ تاجرانِ عرب کے توسط سے براہ راست آیا ہوگا۔

کافور ؛ اس لفظ کا استعمال بھی عربی شاعری میں ہوا ہے۔ عرب کے مشہور شاعر الاعشیٰ نے بھی اس کا استعمال کیا ہے۔ قرآن کریم میں اس کا استعمال سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۵ میں ہوا ہے جو حسب ذیل ہے :

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا۔

(نیک لوگ (جنت میں) شراب کے ایسے ساغر پئیں گے جن میں آبِ کافور کی آمیزش ہوگی۔)

اس کے اصل کے متعلق بھی اختلافِ رائے ہے۔ عام طور سے اس کو فارسی الاصل تصور کیا جاتا ہے۔ مگر یہ خیال محلِ نظر ہے۔ (Fraenkel) اس کو سریانی الاصل قرار دیتے ہیں، جس میں یہ پہلوی سے آیا اور پہلوی میں کاپور کی شکل میں سنسکرت سے آیا جس میں یہ بشکلِ کرپور ([illegible]) غالباً ہندوستان کے (Munda Dialects) سے آیا۔[6] جہاں تک اس کے ماخذ کا تعلق ہے تو اس کو سنسکرت کے لفظ کرپور ([illegible]) سے مشتق ماننا ہی زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتا ہے۔[7] یہ عربی میں کب اور کیسے داخل ہوا اس سلسلے میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم اس بات کا امکان ہے کہ یہ بھی عربی میں عرب تجار کے ذریعہ داخل ہوا ہوگا۔

زنجبیل (ادرک، سونٹھ): یہ لفظ بھی قرآن مجید کی سورۃ الدھر کی آیت نمبر ۱۷ میں جنت کی نعمتوں کے ضمن میں وارد ہوا ہے۔ آیت مذکورہ حسب ذیل ہے :

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۔

(ان کو وہاں (جنت میں) ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔)

اس کے اصل کے متعلق بھی مختلف آراء ہیں۔ الجوالیقی، الثعالبی، السیوطی وغیرہم اس کو فارسی الاصل قرار دیتے ہیں۔ ایک خیال کے مطابق اس کا ماخذ پہلوی کا سنگیبر (Singa Bez)

ہے. جہاں سے یہ سریانی میں آیا اور سریانی سے عربی میں داخل ہوا[8] بعض ماہر لسانیات اس کو سنسکرت کے لفظ شرنگویر (शृंगवेर) یا شرنگوبیر (शृंगबेर) سے مشتق مانتے ہیں[9] اس کو سنسکرت سے ماخوذ تسلیم کرنا ہی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے. شرنگویر سے عام ہندی میں زرنجابیر ہوا اور یہی عربی میں قدرے تبدیلی کے ساتھ زنجبیل ہو گیا[10] مذکورہ بالا دونوں لفظوں کی طرح یہ بھی عربی میں عرب تجار کے توسط سے ہی آیا ہوگا۔

آرتھر جیفری نے ان کے علاوہ اور بھی چند ہندی الاصل الفاظ کو ایسے عربی الفاظ کے ماخذ ہونے کا امکان ظاہر کیا ہے جو قرآن حمید میں وارد ہوئے ہیں، مگر ان میں خاصا تکلف پایا جاتا ہے۔ اسی لئے ان کو موضوع بحث نہیں بنایا گیا۔ تاہم جو حضرات تحقیق مزید اور مفصل معلومات کے متمنی ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ (The Foreign Vocabulary of the Quran) کا بالاستیعاب مطالعہ کریں اور دوران مطالعہ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ اس نے اس کتاب کو اپنے اس مفروضے کے تحت لکھا ہے کہ اگرچہ راسخ العقیدہ مسلم علماء اس کے قائل نہیں ہیں کہ قرآن کی زبان دیگر زبانوں سے متاثر ہے تاہم اس میں ایسے الفاظ بہ کثرت پائے جاتے ہیں جن کی اصل عربی نہیں ہے اور جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن نے دوسری زبانوں کے اثر کو قبول کیا ہے۔

تعلیقات و حواشی

۱۔ دیکھئے سید سلیمان ندوی: عرب و ہند کے تعلقات، الہ آباد، ۱۹۳۰ء، صفحات ۲،۳.

۲۔ ملاحظہ ہو مقبول احمد: Indo-Arab Relations، بمبئی، ۱۹۶۹ء ص ۱، نیز دیکھئے سید ابوالاعلیٰ مودودی: سیرت سرور عالم، جلد اول، دہلی، ۱۹۸۳ء، ص ۱۳۷۔

۳۔ ملاحظہ ہو کتاب پیدائش (۳۷: ۲۵ تا ۲۸).
بائبل کی محولہ آیات میں اسمٰعیلیوں کے ایک قافلے کا ذکر ہے جو گرم مصالح، روغن بلسان وغیرہ لے کر مصر کی طرف جا رہا تھا۔ یہ وہی قافلہ ہے جس نے حضرت یوسف کو مصر لے جا کر فروخت کیا تھا۔ قافلۂ مذکور چونکہ مصالحہ جات لے کر جا رہا تھا اس لئے گمان غالب ہے کہ وہ ہندوستان سے آ رہا ہوگا کیونکہ ان اشیاء کی پیداوار وہیں ہوتی ہے۔ حضرت یوسف کے فروخت کئے